261

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

خطبہ نمبر

روزنامہ

THE DAILY ALFAZL, QADIAN.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۵

ٹیلیفون نمبر ۹۱

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت فی پرچہ ۱/

جلد ۲۵	۲۱ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ	یوم جمعہ	مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۳۷ء	نمبر ۲۷۶

خطبہ جمعہ

صحابۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلّق ایک نہایت اہم کام

وصالِ الٰہی اور خدمتِ دین کی جدوجہد میں جو تھک گیا وُہ تباہ ہوگیا

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۹ نومبر ۱۹۳۷ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

(۱)

ہمارے سلسلہ کو قائم ہوئے قریباً ۴۸ سال ہو گئے ہیں۔ اور اب دو سال میں

پچاس سال

کی مدت ختم ہو جائے گی۔ انسانی زندگیوں کے لحاظ سے پچاس سال کی عمر ایک نہایت ہی پختہ عمر ہوتی ہے۔ اور پچاس سال کے آدمی بڑھاپے کی طرف جا رہے ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ بھی اپنے ملازموں کو ۵۵ سال کی عمر میں پنشن دے دیتی ہے۔ پس جو دعوےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا تھا۔ اسکے ابتدائی حالات دیکھنے اور سننے والوں میں سے نوعمروں کی عمر اگر ۱۸۔ ۲۰ سال یا پندرہ سال بھی سمجھ لی جائے۔ کیونکہ یہ چھوٹی سے چھوٹی عمر ہے۔ جس میں بچہ کچھ سمجھدار ہو جاتا ہے۔ (یہ تو نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ ایمان لائے۔ وُہ سب کے سب پندرہ برس کے ہی تھے۔ ان میں تو پندرہ برس کا شائد ہی کوئی ہو۔ ورنہ ایمان لانے والے بالعموم ۲۵۔ ۳۰ سال عمر کے لوگ تھے۔) تو وُہ پندرہ سالہ بچہ آج ۶۳ سال کا ہوگا۔ اور جس کی بیس سال کی عمر تھی۔ وہ آج ۶۸ برس کا ہوگا۔ اور جس کی اسوقت تیس سال عمر تھی۔ وُہ آج ۷۸ سال کا ہوگا۔ اور ۷۸ سال کی عمر وُہ ہے۔ جس کو ہمارے ملک کے لوگ بہت کم پہونچتے ہیں۔ اس لحاظ سے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس وقت ابتدائی بیعت دیکھنے والوں میں سے ایک دو ہی زندہ ہوں گے۔ اور بظاہر حالات دو چار سال کے بعد کوئی بھی ایسا شخص باقی نہیں ہوگا۔ جس نے

ابتدائی حالات

کو دیکھا ہو۔ پھر ابتدائی بیعت کے بعد ابتدائی مشکلات کا زمانہ تھا۔ جو ۱۹۰۱ء تک سمجھنا چاہیئے۔ اگر اس زمانہ کو ۱۸۹۵ء تک بھی سمجھا جائے۔ تو اس کے دیکھنے والوں کی عمر بھی اگر وہ اس وقت بیس سال کے تھے آج ۶۲ سال کی ہوتی ہے۔

درخواستِ دعا:۔ شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری حضرت امیرالمومنین کی طبیعت زیادہ ناساز ہے۔ احباب رمضان کی مبارک گھڑیوں میں انکے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس زمانہ کے آخری سال یعنی ۱۹۰۸ء کو اگر لیا جائے۔ تو بیس سال کی عمر کا آدمی اب ۴۷ سال کا ہوگا۔ اور اگر پندرہ برس کی عمر والے بھی شامل کر لئے جائیں۔ تو گویا ایسے لوگ اب ۴۲ سال کی عمر کو پہونچ چکے ہوں گے۔ غرضیکہ اس زمانہ کے لوگ یا تو فوت ہو چکے ہیں۔ یا وفات کے قریب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ۱۹۰۸ء کے ابتداً میں ہوئی ہے۔ اور اس وقت جن لوگوں کی عمر پندرہ سال کی سمجھی جائے کیونکہ یہی کم سے کم عمر ہے۔ جس میں بچہ سمجھ رکھتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کی عمر بھی اب ۴۴ سال ہوگی۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ ایسے لوگ بھی زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس سال اور جماعت میں رہ سکتے ہیں۔ اور بظاہر

آج سے ۲۰-۲۵ سال بعد

شائد ہی کوئی صحابی جماعت کو مل سکے ایسا صحابی جس نے حضور کی باتوں کو سنا اور سمجھا ہو۔ یوں تو ایسے بچے بھی صحابی ہو سکتے ہیں۔ جن سے جبکہ وہ دو دو چار سال کی عمر کے ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باتیں کی ہوں۔ یہ عمروں کا اندازہ میں نے وہ کیا ہے۔ جو عام طور پر ہوتا ہے بعض لوگ غیر معمولی طور پر لمبی عمریں بھی پاتے ہیں۔ جس دن میں نئے مہمان خانہ کی بنیاد رکھ کر آیا۔ مجھے رستہ میں ایک بوڑھے آدمی ملے ان کی شکل

حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی

سے اس قدر ملتی جلتی تھی۔ کہ میں نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔ کہ کیا آپ ان کے رشتہ دار ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں ان کا چچا ہوں۔ ان کے چہرے سے جس قسم کی طاقت ظاہر ہوتی تھی اس سے اندازہ کر کے میں نے قیاس کیا کہ یہ غالباً ان سے چھوٹے ہیں۔ بعض اوقات بھتیجے کی عمر چچا سے زیادہ بھی ہوتی ہے اس لئے میں نے ان سے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ حافظ صاحب سے چھوٹے ہیں۔ تو انہوں نے اپنی مخصوص زبان میں جواب دیا۔ کہ جدوں اس دی ماؤ دا دیاہ ہویا سی۔ اودوں میں اٹھارہ وریاں دا ساں۔ یعنی جب ان کی والدہ کی شادی ہوئی۔ اس وقت میری عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ حافظ صاحب کے تو لے بھی مضبوط تھے۔ اب تو بیماری کی وجہ سے وہ کمزور ہو گئے ہیں۔ لیکن بیماری سے پہلے ہم ان کو مضبوط قوی کے آدمیوں میں سے سمجھا کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی اپنے چچا سے ان کا کوئی جوڑ ہی نہیں۔ اور ان کے چچا نے کہا کہ آپ مجھ کو کمزور نہ خیال کریں۔ اب بھی میں دس بارہ میل پیدل سفر کر لیتا ہوں۔ اور میری عمر اس وقت ۹۸ سال کی ہے۔ اور حافظ صاحب کی ۷۸-۷۹ سال۔ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں

ایک اور مثال

بھی مجھے یاد آگئی۔ پندرہ سولہ سال ہوئے ایک دوست بیعت کرنے کی غرض سے میرے پاس آئے اور کہا کہ میں لاہور سے پیدل آیا ہوں۔ میں نے ان کی شکل وصورت سے اندازہ کر کے کہا کہ آپ کی عمر تو ساٹھ ستر سال کی ہوگی آپ نے بڑی ہمت کی۔ جو اس قدر لمبا سفر پیدل کیا۔ مگر وہ کہنے لگے۔ کہ میری عمر تو ایک سو دس سال کی ہے میں جس استاد کے پاس پڑھا کرتا تھا ان کے پاس ایک دفعہ مہاراجہ رنجیت سنگھ آئے تھے (مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کو فقراء سے بہت عقیدت تھی۔ اور وہ مسلم فقراء کے پاس بھی جایا کرتے تھے) تا کہ ان سے دعا کرائیں۔ اور ان کو ایک بھینس دی تھی۔ جسے میں نہلاتا تھا۔ تو انہوں نے اپنی عمر ایک سو دس سال یا شائد اس سے بھی زیادہ بتائی تھی۔ بعد میں میں سمجھا کرتا تھا۔ کہ وہ شائد فوت ہو چکے ہیں۔ مگر کوئی ایک سال کا عرصہ ہوا۔ ایک دوست کا خط آیا۔ جس میں ان کے متعلق بھی لکھا تھا کہ ان کی عمر اب ۱۳۰-۱۳۵ سال کے لگ بھگ ہے۔ اور وہ آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ تو ایسے

استثنائی لوگ

بھی ہوتے ہیں۔ صحابہ میں سے حضرت انس نے سب سے بڑی عمر پائی اور وفات کے وقت وہ ۱۱۰ یا ۱۲۰ سال کے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۷-۱۸ سال تھی۔ اور آپ کی وفات کے بعد وہ تقریباً سو سال زندہ رہے ایسے لوگ تو تبرکات ہوتے ہیں جن کو دیکھنے کے لئے اگر دنیا کے دوسرے کنارے سے بھی آنا پڑے۔ تو یہ مشقت کم ہے۔ اور ایسے لوگوں کو تو اللہ تعالےٰ دوسروں کو تابعیت کا فضل دینے کے لئے زندہ رکھتا ہے۔ تا لوگ ان کی وجہ سے تابعی کہلا سکیں۔ ورنہ عرب میں عمریں بالعموم ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہوتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے زمانہ کی اوسط عمر ساٹھ سال ہی فرمائی ہے۔ اور ساٹھ سال کی

اوسط عمر

بہت بڑی عمر ہے۔ ہمارے ملک کی اوسط عمر گورنمنٹ کی مردم شماریوں کے رو سے تیس سال نکلتی ہے۔ انگلستان کی اوسط عمر ۴۸ سال ہے۔ اور سمجھا یہ جاتا ہے۔ کہ وہاں کے لوگ لمبی عمریں پاتے ہیں۔

پس میں جس عمر کا ذکر کرتا ہوں وہ لمبی عمروں میں سے اوسط عمر ہے۔ اور جس حدیث کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس کا مفہوم غالباً عام عمروں میں سے اوسط عمر ہے۔ کیونکہ انفرادی طور پر تو اس زمانہ میں بھی سو سال سے زیادہ عمریں بعض لوگوں نے پائی ہیں۔ اب اوسط کے لحاظ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ جس قوم کی اوسط عمر ساٹھ سال ہو۔ وہ اعلےٰ درجہ کی تندرست قوم تھی ورنہ ہمارے ملک میں تو پچاس فیصدی لوگوں کا بھی اس عمر کو پہونچنا ناممکن ہے۔ انشورنس والے انسانوں کی عمروں کے اعداد و شمار نکالتے رہتے ہیں۔ اور ان کا اندازہ ہے۔ کہ صرف پندرہ فیصدی لوگ ساٹھ سال یا اس سے اوپر پہونچتے ہیں۔ ان حالات میں ۱۵-۲۰ سال کے بعد

ہماری جماعت میں صحابیوں کا ملنا

مشکل ہوگا۔ مگر ہم نے ابھی تک وہ علوم دنیا میں قائم نہیں کئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ملے تھے۔ صحابہ کرام کو اس کا اس قدر جنون تھا۔ کہ وہ جب بھی بیٹھتے کہتے۔ آؤ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں کریں۔ اور انہوں نے آپ کا کھانا پینا۔ بیٹھنا۔ اٹھنا۔ سونا۔ جاگنا غرضیکہ آپ کی ہر قسم کی حرکات وسکنات کو اس طرح محفوظ کر دیا۔ کہ آج بیسیوں کتابیں احادیث اور تاریخ کی بھری پڑی ہیں۔ تاریخ کی دس دس اور پندرہ پندرہ جلدوں کی باریک لکھی ہوئی بیسیوں کتابیں موجود ہیں۔ اور احادیث کی کتابیں ان کے علاوہ ہیں۔ احادیث کی کئی کتابیں تلف بھی ہو چکی ہیں۔ اگرچہ ان میں درج شدہ حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں یا تفاسیر میں آگئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی اور سیرۃ کے حالات کی

کتابیں اور احادیث اگر جمع کی جائیں تو تین چار سو ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں جن میں سے ہر ایک جلد پانسو صفحات کی ہو اگر ایسی تین سو جلدیں بھی ہوں تو یہ ڈیڑھ لاکھ صفحات ہونگے۔ اور جتنے بڑے صفحات عام طور پر عربی کی کتابوں کے ہوتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ انسان ایک گھنٹہ میں دس بارہ پڑھ سکتا ہے۔ روزانہ چھ گھنٹہ کی پڑھائی رکھی جائے۔ تو دن میں ستر صفحات کی اوسط بنتی ہے۔ اور ایک مہینہ میں دو ہزار ایک سو صفحات کی۔ اور ایک سال میں پچیس ہزار صفحات کی۔ گویا سب کام چھوڑ کر بھی ایک آدمی کا چھ سال پڑھنے کے بعد ان کتب پر عبور ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ انسان کو کتاب کے سمجھنے کے لئے کبھی غور کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی دوسری کتب کے مطالعہ کی کبھی لغت کی اس لئے درحقیقت وقت اس سے دوگنا بلکہ تگنا خرچ ہوتا ہے۔ یہ تو عام لیاقت کے آدمیوں کا حال ہے لیکن جو لوگ تیز پڑھنے والے ہیں۔ اور زیادہ محنت کر سکتے ہیں ان کے لحاظ سے بھی سرسری تلاوت پر تین سال اور غور کر کے اور سمجھ کر پڑھنے پر چھ سال سے نو سال خرچ ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اور کوئی کام نہ کریں۔ غرض صحابہ کرام نے اتنا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ کہ آج ہمیں بہت ہی کم یہ خیال آ سکتا ہے۔ کہ کاش رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فلاں بات ہمیں معلوم ہوتی۔ مگر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات اقوال اور واردات

کا بہت ہی کم حصہ محفوظ ہوا ہے میں نے بارہا دوستوں کو توجہ دلائی ہے۔ کہ جو بات کسی کو معلوم ہو وہ لکھا دے۔ اور دوسروں کو سنا دے۔ مگر افسوس کہ اس کی طرف بہت ہی کم توجہ کی گئی ہے۔ اور اگر کسی نے توجہ کی بھی ہے۔ تو ایسی طرز پر کہ اس کا نتیجہ صفر کے برابر ہے۔ پس گو میرا آج کا مضمون تو اور ہے۔ مگر ضمنی طور پر میں دوستوں کو بالخصوص نظارت تالیف و تصنیف اور تعلیم کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ اس قسم کا کام ہے۔ کہ اس میں سے بہت سا ہم ضائع کر چکے ہیں۔ اور اس کے لئے ہم خدا کے حضور کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اب جو باقی ہے اسے ہی

محفوظ کرنیکا انتظام

کیا جائے۔ ہمارا سالانہ بجٹ تین لاکھ کا ہوتا ہے۔ مگر اس میں ایک ایسا آدمی نہیں رکھا گیا۔ جو ان لیکچروں اور تقریروں کو جو صحابہ کریں قلمبند کرتا جائے اب بھی اگر ایسا انتظام کر دیا جائے۔ تو جو کچھ محفوظ ہو سکتا ہے۔ اسے کیا جا سکتا ہے۔ اور اس میں سے سال دو سال کے بعد جو جمع ہو شائع ہوتا رہے۔ اور باقی لائبریریوں میں اور لوگوں کے پاس بھی محفوظ رہے۔ میں سمجھتا ہوں اب بھی جو لوگ باقی ہیں۔ وہ اتنے ہیں کہ ان [illegible] پچاس [illegible] باتیں محفوظ ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بہت بڑے مصنف بھی تھے۔ اس لئے آپ کی کتابوں میں بھی بہت کچھ آ چکا ہے لیکن جو باتیں صحابہ کو معلوم ہیں۔ اگر ان کو محفوظ کرنے کا کوئی انتظام نہ کیا گیا۔ تو ہم ایک ایسی قیمتی چیز کھو بیٹھیں گے۔ جو پھر کسی صورت میں بھی ہاتھ نہ آ سکے گی میں کئی سال سے اس امر کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ابھی تک اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا گیا۔ میں اپنے اس درد کی وجہ سے جو اس بارہ میں میرے دل میں ہے کہیں سے کہیں نکل گیا۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا تھا۔ کہ ہمارے لئے ایک

بہت نازک دور

آ رہا ہے۔ ایک عظیم الشان کام ہمارے سپرد کیا گیا تھا۔ لیکن ہم ابھی تک اس محل کی بنیادوں کے خاتمہ اور ڈیوڑھی تک بھی نہیں پہونچے۔ جس کی تعمیر اور جس کی آبادی ہمارے ذمہ فرض تھی اس کی تعمیر کے لحاظ سے تو کہنا چاہیئے کہ ہم ابھی تک اس کی بنیادیں بھی نہیں بھر سکے۔ اور آبادی کے لحاظ سے ابھی اس کی ڈیوڑھی تک بھی نہیں پہونچے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل کبھی کبھی ہمیں جگاتے۔ اور ہوشیار کرتے ہیں۔ مگر ہم پھر غفلت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے

ایک فضل نے مجھ سے

تحریک جدید

کو جاری کرایا۔ جس کی غرض بھی ہمیں ہوشیار کرنا تھا۔ تحریک کے اصل معنے حرکت دینے کے ہیں۔ اور اس نام سے میری مراد یہی تھی۔ کہ جماعت کو بیدار کیا جائے۔ یہ نہیں کہ جماعت کو کوئی نئی چیز دی جائے۔ علم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے کسی ماں نے [illegible] رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے علم میں ایک شوشہ کا بھی اضافہ کر سکے۔ یا اس میں کمی کر سکے۔ ہاں اس کے شارح ہوتے رہیں گے۔ جو اس کی تفاسیر کرنے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی علم کی تفسیر ہی کی۔ اور ہم بھی اب یہی کر رہے ہیں۔ آج فضیلت کا معیار یہی ہے۔ کہ علوم کے اس خزانہ میں سے کس نے کتنا ظاہر کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہی وجہ ہے۔ کہ اس علم کا خزانہ بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ آپ پر کھولا گیا۔ پس ہم میں سے ہر ایک کی بڑائی اسی میں ہے کہ اس پر وہ دروازہ کتنا کھولا جاتا ہے۔ قرآن کریم کو تصنیف تو نہیں کہا جا سکتا لیکن اگر ہم تمثیلی طور پر ایسا کہیں۔ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی تصنیف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اب جو بھی آئیں گے۔ وہ اسکے شارح ہوں گے۔ اور اسی کی تشریح کرتے جائیں گے۔ تحریک جدید بھی اسی کی ایک تشریح ہے۔ کوئی نئی چیز نہیں۔ عربی میں حرک کے معنے ہیں ہلانا بیدار کرنا۔ اور اسی لحاظ سے اس کو تحریک جدید کہا گیا تھا۔ کہ یہ جماعت کو بیدار کرنے اور جگانے کے لئے تھی۔

آج اس تحریک پر تین سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ اور میں نے پہلے اعلان میں کہا تھا۔ کہ یہ ابتدائً تین سال کے لئے ہے۔ مگر وصال الٰہی استحکام دین اور اشاعت اسلام کا کام تین سال سے نہیں۔ بلکہ عمروں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور کوئی شخص جس دن اس کام کو ختم سمجھے۔ وہی اس کی تباہی کا دن ہے۔ جس دن کوئی یہ خیال دل میں لائے وہی دن اسکے تنزل کا ہوتا ہے۔ جب مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ دین کا کام پورا ہو گیا ہے۔ اسی دن سے وہ تباہی۔ ذلت۔ نکبت اور ادبار کے گڑھے میں گرنے لگے۔ جب تک مسلمان یہ سمجھتے رہے۔ کہ یہ کام مکمل نہیں ہوا۔ اور ہم نے اس کی تکمیل کرنی ہے۔ اس وقت تک [illegible] ترقیات کرتے رہے۔ ہم نے دنیا میں قرآن کریم کو قائم کرنا ہے۔ اور جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ

قرآن کریم میں لاتعداد خزانے

ہیں۔ تو ہم میں سے جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ قرآن کریم [illegible] کرنے کا کام ختم ہو گیا۔ اس سے زیادہ پاگل کون ہو سکتا ہے۔ بارش ہونے کے بعد جو شخص یہ کہے کہ اب ہمیشہ کے لئے بارش ہو چکی۔ تو اسے پاگل کہا جائے گا ہاں یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس وقت جو بادل آئے تھے وہ برس چکے ہیں۔ اور جب خدا تعالےٰ کے بادل ختم نہیں ہوتے ہر روز اور ہر مہینہ اور ہر سال آتے ہیں۔ تو قرآن کریم کا بادل کسطرح ختم ہو سکتا ہے۔ جو شخص یہ سمجھے۔ کہ گزشتہ سال بارش ہوئی تھی۔ اور میرے والد نے کھیت کو پانی دے دیا تھا۔ اب مجھے پانی دینے کی ضرورت نہیں۔ فصل خود بخود ہو جائے گی وہ احمق ہے۔ اس کے باپ نے پانی دیا۔ تو دانہ بھی لے لیا تھا۔ اب اگر اسنے دانہ لینا ہے تو پھر پانی بھی دینا ہو گا۔ ہل بھی چلانا ہو گا۔ اور بیج بھی ڈالنا ہو گا۔ ہر سال نئے بادل آتے ہیں۔ نیا پانی برساتے ہیں۔ اور نئی فصلیں اگاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا کلام بھی ہمیشہ نئے مطالب لاتا ہے۔ اور نئی نئی روحانی فصلیں دیتا ہے۔ اور ان کے حصول کے لئے انسان کو ہر دفعہ نئی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اور جو شخص سمجھتا ہے کہ اس کام سے وہ تھک گیا ہے۔ اس کی تباہی یقینی ہے۔ مگر تم کسی اکھڑ زمیندار سے کہو۔ کہ تم اپنی زمین میں کاشت کرتے کرتے تھک گئے ہو۔ اب یہ سیر … تو وہ لٹھ لے کر تمہیں مارنے کیلئے کھڑا ہو جا… یہ اس کے فائدہ کی بات نہیں۔ بلکہ نقصان کی ہے۔ اسی طرح سمجھدار انسان دین کے لئے جدوجہد چھوڑنے کو کبھی منظور نہ کرے گا۔ کیونکہ اس قربانی میں اس کا فائدہ ہے۔ اس کا نقصان نہیں۔ جو شخص اس … تھکتا ہے وہ کبھی نجات نہیں پا سکتا۔ جو شخص یہ دعوے کرے کہ میں ایسی صورت بنا سکتا ہوں کہ روحانیت دو چار سال میں حاصل ہو جائے اور پھر کسی قربانی کی ضرورت نہ رہے۔ اس سے زیادہ جھوٹا … زیادہ

مفتری اور کذاب

دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ سچائی یہی ہے جو اسے سننے کی ہمت نہ رکھتا ہو۔ وہ بے شک الگ ہو جائے۔ کہ یہ کام نہ تم سے ختم ہو سکتا ہے۔ نہ تمہاری نسلوں سے اور نہ ان کی نسلوں سے اور نہ یہ قیامت تک ختم ہو سکتا ہے۔ قیامت تک جو بھی پیدا ہوگا۔ اس کی گردن پر یہ جوا رہیگا جس میں جوا اٹھانے کی ہمت نہیں وہ دین کے کام کا نہیں۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو منافق ہو جایا کرتے ہیں۔ جو چند روز کام کرنے کے بعد آرام کرنا چاہتے ہیں۔ یا پنشن کے خواہاں ہوتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ دین کے کام میں پنشن تو اگلے جہان میں ملتی ہے۔ یہاں بھی جو پنشن گورنمنٹ سے لیتے ہیں۔ وہ دنیا کے کاموں سے علیحدہ ہو کر نہیں بیٹھ جاتے۔ گھر میں جاتے ہیں۔ تو بچے گرد ہو جاتے ہیں۔ ان کی شادیاں بیاہ کرنے ہوتے ہیں۔ پھر پوتے ہوتے ہیں۔ اور اگر زیادہ لمبی عمر ہو تو پڑپوتے ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق اپنے فرائض کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ گویا دنیا کے کام بھی کبھی ختم نہیں ہوتے۔ جب کوئی شخص گورنمنٹ سے پنشن لیتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اب اس دفتر میں کام کا اہل نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ گھر پر بھی وہ اپنا کوئی کام نہیں کر سکتا اور ہم نے تو دیکھا ہے۔ کہ

پنشن لینے والے

عام طور پر افسروں کی دہلیز پر … رگڑتے رہتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ صاحب میرے لڑکے کو نوکری دلوائیے۔ کبھی پوتے کے لئے کوششیں کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ صاحب میں نے بڑی خدمت کی ہے۔ کبھی بھتیجے کے لئے یا کسی اور رشتہ دار کے لئے مارے … پھرتے ہیں۔ کبھی خطاب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور کبھی آنریری مجسٹریٹی کے لئے۔ کبھی مربعوں کے لئے افسروں کے بنگلوں کا طواف کرتے ہیں۔ غرضکہ وہ کسی نہ کسی غرض کے ماتحت اپنی افسروں کے دربار میں حاضر ہی رہتے ہیں۔ لیکن یہ نہ بھی ہو۔ تو بھی کیا گھر کے کام کبھی ختم ہو جاتے ہیں۔ ان فکروں سے وہ کبھی آزاد نہیں ہو سکتے۔ لیکن خدا تعالے کی جنت میں جو پنشن ملتی ہے۔ اس میں کوئی فکر نہیں ہوتا۔ وہاں جو دل چاہے حاصل ہو جائے گا۔ اور

حقیقی پنشن

یہی ہے۔ بافرض کرد۔ انسان کو خدا تعالے ایسا بنا دے کہ اسے کام کرنے سے نہ کوئی تکلیف ہو۔ نہ وہ تھکے۔ تو وہ اگر ۴۸ گھنٹہ کام ہی کرتا چلا جائے۔ تو اسے کیا بوجھ محسوس ہو سکتا ہے اور اگلے جہان میں جب نہ کوئی تکلیف ہوگی اور نہ تھکان تو کام بے شک ہوتا جائے اس کا کیا احساس ہو سکتا ہے۔ یا پھر جس کام کی طرف رغبت ہو۔ اس میں تھکان محسوس نہیں ہوتی۔

میں نے اخباروں میں پڑھا ہے کہ بعض لوگ مسلسل ۴۸ گھنٹے شطرنج کھیلتے رہے ہیں۔ کھیل میں ان کو ایسی رغبت اور شغل ہوتا ہے۔ کہ تکلیف کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ اور وہ کچھ محسوس ہی نہیں کرتے۔ تو جس کام کی طرف رغبت ہو۔ وہ بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔

پس حقیقی پنشن وہی ہو گی۔ جو اگلے جہان میں ملے گی۔ اس جہان میں جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ چند روز دین کا کام کرنے کے بعد پنشن مل جائے گی۔ وہ اگر آج نہیں تو کل … منافق ہو گا۔ بلکہ جو شخص اپنے لئے نہیں۔ … اولاد کے لئے بلکہ اس کی بھی اولاد کے لئے دین کے کام میں پنشن کی توقع رکھتا ہے۔ وہ دوسرے لفظوں میں اپنی اولاد کی بے دینی اور

نظام دین کی تباہی کی خواہش

کرتا ہے۔ دین کے کام میں پنشن ہو کیسے سکتی ہے۔ کیا نمازوں میں اللہ تعالے نے آدمی کو پنشن دی ہے۔ روزہ میں دی ہے۔ طاقت کے مطابق کسی کام سے بھی پنشن نہیں دی۔ روزہ طاقت نہ ہونے کی حالت میں چھوڑا جا سکتا ہے۔ مگر یہ پنشن نہیں۔ یہ تو اس وقت ہے۔ جب آدمی روزہ رکھ ہی نہ سکے۔ پھر کوئی شخص یہ خیال کس طرح کر سکتا ہے۔ کہ دینی نظام سے پنشن مل جائے۔ جس دن مسلمانوں نے خلافت سے پنشن لی اسی دن سے ان کو حقیقتاً پنشن مل گئی۔ اور ان کی تمام ترقیات رک گئیں۔

پہلے پچاس سالوں میں

مسلمانوں نے جو حکومت حاصل کی تھی۔ اگلے تیرہ سو سال میں اس سے آدھی بھی نہیں کر سکے۔ اور یہ ایک ایسا نشان ہے۔ جو اندھا بھی دیکھ سکتا ہے۔ پچاس سال میں ایک قوم نے اس قدر ترقیات حاصل کیں۔ کہ بیسیوں اقوام مل کر تیرہ سو سال میں اس سے آدھی بھی نہ کر سکیں صحابہ کرام کے زمانہ میں ایک طرف مسلمان ہندوستان و چین کے ساحلوں تک پہنچ چکے تھے۔ اور دوسری طرف افریقہ کے جو حصے آباد تھے ان میں اپنی حکومت قائم کر چکے تھے اور تیسری طرف یورپ کے ساحلوں تک پہنچ چکے تھے۔ تبلیغی لحاظ سے وہ چین کے اندر تک داخل ہو چکے تھے۔ ہندوستان کے اندر بھی داخل ہو گئے تھے۔ بمبئی کے علاقہ میں تھانہ ایک بندرگاہ ہے۔ جس کے پاس ایک گاؤں میں

صحابہ کی قبریں

موجود ہیں۔ اس مجلس میں نوے فی صدی لوگ ہوں گے جنہوں نے بمبئی نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ ہمارے ملک کا ایک حصہ ہے پھر ریل ایجاد ہو چکی ہے۔ جو صرف ۳۶ گھنٹے میں وہاں پہنچا دیتی ہے۔ لیکن اس زمانہ کے لوگوں کے لئے یہ سفر کئی ماہ کا تھا۔ مگر پھر بھی وہ یہاں پہنچے۔ اور اپنی قبریں بھی یہیں بنا دیں۔

پس دیکھو نظام کی کتنی برکت اور طاقت تھی۔ جب تک کوئی قوم کام کی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ وہ ترقی کرتی جاتی ہے۔ اور جس دن اس ذمہ داری کا احساس نہیں رہتا۔ ترقیات کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے۔

اب میں بتاتا ہوں۔ کہ وہ کام کیا ہے، جس کیلئے اللہ تعالے نے ہم کو پیدا کیا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے۔

فینسی بوسکی
نیفوں کیلئے یہ ریشمی فینسی بوسکی لیڈیز اور خطابیوں کیلئے فیشن ایبل کپڑا ہے
امیروں رئیسوں جاگیرداروں کیلئے شریفانہ لباس ہے اس کا ڈیزائن دلفریب اسکی لچک دلاویز ہے۔ قیمت ۹ گز تین روپیہ محصولڈاک ۸ر کل ۳/۸ عید کیلئے بہترین چیز ہے
مینیجر وی مورننگ سٹار سپلائی سٹور (۳۳) لودیانہ پنجاب

263
Digitized by Khilafat Library Rabwah

افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون فتعالی اللہ الملک الحق لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم یعنے اے انسانو! کچھ عقل سے کام لو۔ تم جو سمجھتے ہو۔ ہماری زندگیاں دنیوی ہیں دین کے لئے نہیں ہیں۔ کیا تمہیں خیال ہے۔ کہ ہم نے دنیا کو بلا وجہ پیدا کیا ہے۔ گویا یہ ایک کھیل اور تماشہ ہے۔ جس طرح بچے کھلونے بناتے اور پھر اسے توڑ ڈالتے ہیں ہم نے بھی دنیا کو اسی طرح بنایا ہے کہ پیدا کیا۔ اور مار دیا۔ کیا تم یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ بڑی عمر کا آدمی جب کوئی مکان بناتا ہے۔ تو اسے توڑتا نہیں۔ سوائے اس کے کہ اس میں کوئی نقص ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے کام میں تو کوئی نقص بھی نہیں ہوتا۔ تم ایک عمارت بناتے ہو۔ اور پھر اسے اس وقت توڑتے ہو۔ جب اس سے بہتر بنانے کا خیال ہو۔ ورنہ نہیں ہاں بچے کھلونے بناتے ہیں۔ ہم جب بچے تھے۔ ہم بھی بنایا کرتے تھے۔ اور اب بھی بچے بناتے ہوں گے یا ممکن ہے کوئی نئے کھیل اب نکل آئے ہوں۔ بہر حال ہم اپنے بچپن کے زمانہ میں ریت کے میدانوں میں جاتے تھے اور اوپر کی خشک ریت ہٹا کر نیچے سے گیلی ریت نکال کر اس میں پاؤں یا ہاتھ رکھ کر اوپر سے تھپکتے جاتے تھے اور اس طرح

ریت کے مکان

بناتے تھے۔ پھر گھر کو آتے وقت لات مار کر انہیں توڑ دیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ ہم نے بھی دنیا کو بچوں کے کھیل کی طرح پیدا کیا ہے۔ یعنے ہم انسان کو پیدا کرتے ہیں۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اسے مار دیتے ہیں۔ گویا بچے کی کھیل گھنٹے دو گھنٹے کی ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی چند سال کی۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ ہم نے یہ سب چیزیں لغو اور بے فائدہ پیدا کی ہیں۔ یہ سب تماشہ ہے وانکم الینا لا ترجعون۔ اور یہ کہ تمہاری موجودہ زندگی کسی اور زندگی کا پیش خیمہ نہیں اور تم سمجھتے ہو کہ پھر ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔ فرمایا یہ بالکل گندہ خیال ہے۔ اسے ہماری طرف منسوب کرنا بھی ہماری ہتک ہے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کو بچہ بنا دیا۔ حالانکہ فتعالی اللہ

اللہ تعالےٰ کی شان

اس سے بہت بلند ہے۔ وہ کامل الصفات خدا کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ بچوں کی طرح کھیل رہا ہے۔ وہ پیدا کرتا۔ اور تباہ کرتا ہے۔ نہ اس کا کوئی مقصد ہے اور نہ کوئی غرض ہے۔ فرمایا تعالی اللہ تم تو ایک عقلمند انسان کی طرف بھی کھیل منسوب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ اگر کھیلے بھی۔ تو اس کے کھیلنے کا وقت کام کے وقت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پھر خدا تعالےٰ کی طرف جو تمام عقلوں کا پیدا کرنے والا اور علو شان والا ہے کس طرح کہہ سکتے ہو کہ وہ محض کھیل ہی رہا ہے ؛

ہندوستان میں ایسے مذہبی فلسفی موجود ہیں۔ جن کا خیال ہے کہ خدا تعالےٰ واقعی کھیل رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

یہ دنیا کیا ہے

یہ محض خدا تعالےٰ کی کھیل ہے۔ خدا تعالےٰ تنہائی سے گھبرایا۔ اس لئے اس نے کہا۔ لاؤ کوئی شغل پیدا کریں۔ اور اس نے انسان کو پیدا کر دیا۔ کوئی انسان مرتا ہے تو وہ ہنستا ہے۔ جس طرح بچہ کھلونے کو توڑ کر ہنس دیتا ہے۔ اس کے ماں باپ ناراض ہو رہے ہوتے ہیں۔ مگر وہ ہنس رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی انسان مرتا ہے۔ تو لوگ تو رو رہے ہوتے ہیں۔ مگر خدا ہنستا ہے۔ کہ کیا خوب گلا گھونٹا گیا۔ اسی طرح جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں درد زہ کی شدت سے کراہ رہی ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ ہنس رہا ہوتا ہے۔ واقعی ایسے لوگ ہیں جو صاف لفظوں میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور کئی ایسے ہیں۔ جو گو مونہہ سے یہ نہیں کہتے۔ لیکن ان کے اعمال کے محرکات کے پشت پر یہ خیال ضرور عمل کر رہا ہوتا ہے۔ وہ سوچتے ہیں۔ کہ

ہم دنیا میں کیوں آئے

اور پھر خیال کر لیتے ہیں۔ کہ یونہی آگئے جو لوگ اپنی زندگی کو دین کے لئے نہیں سمجھتے۔ ان پر اگر جرح کر کے دیکھو تو ان کا عقیدہ یہی نکلے گا۔ کہ خدا تعالےٰ کھیل رہا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تعالی اللہ۔ اللہ تعالےٰ تو بڑی شان والا ہے۔ اس نے دنیا کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ بلکہ

خدا کی چار صفات

نے دنیا کی پیدائش کا تقاضا کیا تھا۔ وہ صفات ظاہر ہونا چاہتی تھیں۔ اور ان کے اظہار کے لئے ہی اس نے دنیا کو پیدا کیا۔ وہ چار صفات کیا ہیں الملک۔ الحق۔ لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم فرمایا اللہ تعالےٰ ملک ہے۔ اس کی ملکیت چاہتی تھی کہ ظاہر ہو۔ وہ الحق ہے۔ اس کا حق ہونا چاہتا تھا۔ کہ ظاہر ہو۔ لا الٰہ الا ھو۔ اس کی توحید یہ چاہتی تھی۔ کہ ظاہر ہو۔ اور اس کا رب العرش الکریم ہونا چاہتا تھا کہ ظاہر ہو۔ یہ چاروں صفات اپنا اظہار چاہتی تھیں اس لئے اس نے دنیا کو پیدا کیا۔ ان چاروں صفات پر غور کرو۔ تو یہ وہی ہیں جو سورۂ فاتحہ میں بیان کی گئی ہیں۔ وہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ یعنے اللہ تعالیٰ رب العالمین۔ رحمٰن ہے۔ رحیم اور مالک یوم الدین ہے۔ یہاں بھی وہی چاروں صفات بیان کی گئی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ترتیب بدل دی گئی ہے۔ سورۂ فاتحہ میں جو پہلے بیان کی تھی۔ یہاں وہ آخر میں رکھ دی۔ پھر اسی ترتیب سے سب صفات کو الٹ کر رکھ دیا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں الملک جو آیا ہے۔ یہ مالک یوم الدین کی طرف اشارہ ہے علم القرأت سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مالک یوم الدین کی جگہ ملک یوم الدین بھی پڑھا ہے۔ غرض الملک کا لفظ مالک یوم الدین کی طرف اشارہ کرتا ہے سورۂ فاتحہ میں مالک یوم الدین سے پہلے الرحیم ہے۔ یہاں الملک کے بعد الحق رکھا گیا ہے۔ سورۂ فاتحہ میں الرحیم سے پہلے الرحمٰن ہے۔ یہاں الحق کے بعد اسکی طرف اشارہ کرنے کے لئے لا الٰہ الا ھو رکھا گیا ہے۔ سورۂ فاتحہ میں الرحمٰن سے پہلے رب العالمین ہے۔ یہاں اس کی جگہ سب سے آخر میں رب العرش الکریم رکھا گیا ہے۔ گویا سورۂ فاتحہ کی مذکورہ صفات اور اس آیت کی مذکورہ صفات میں صرف یہ فرق ہے۔ کہ ایک تو ترتیب الٹ دی ہے۔ دوسرے درمیانی دو صفات کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ یعنے رحیمیت کی طرف اشارہ الحق سے اور رحمانیت کی طرف اشارہ لا الٰہ الا ھو سے کیا گیا ہے۔ غرض یہ صفات وہی سورۂ فاتحہ والی صفات ہیں۔ مزید تشریح کے لئے میں یہ بتا دیتا ہوں۔ کہ ملک بادشاہ کو کہتے ہیں۔ اور ملکیت مالک یوم الدین کی صفت کے ظہور کا موجب اور منبع ہے کیونکہ مالک یوم الدین کے معنی ہیں جزا سزا کے دن کا مالک۔ اور جزا سزا مترتب نہیں ہو سکتی جب تک اسکے پہلے کوئی قانون نہ ہو۔ چنانچہ اگر ہماری شریعت میں نماز کا حکم نہ ہوتا۔ تو کیا ہم مسلمانوں سے پوچھ سکتے تھے۔ کہ تم نمازیں کیوں نہیں پڑھتے اگر ہم ایسا کرتے تو یقیناً وہ جواب دیتے کہ ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں ہے۔ غرض جسے حکم نہ ہو۔ اس سے رپورٹ بھی نہیں لیجاتی اور ایسا شخص مجرم بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس مالک یوم الدین نتیجہ ہے ملکیت کا۔ کیونکہ پہلے قانون کا نفاذ ہو۔ پھر اس کے متعلق جواب طلبی ہو سکتی ہے۔ ملک کے بعد اس سورۃ میں الحق کی صفت بیان کی گئی ہے۔ اور ادنےٰ غور سے معلوم ہو سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الحق رحیمیت کا منبع ہے

کیونکہ جب ملک کی طرف سے قانون جاری کیا جائے تو اس کے ساتھ انعام اور صلے بھی جاری ہوتے ہیں۔ اور ان کے وعدے کئے جاتے ہیں۔ اور رحیم کے معنے یہی ہیں کہ اچھے کاموں کا اعلےٰ سے اعلےٰ بدلا دیتا ہے۔ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور یہ الحق کی صفت کا تقاضا ہے۔ کیونکہ الحق چاہتا ہے۔ کہ اس کا کوئی وعدہ غلط نہ جائے اور جو جو اس نے لوگوں سے انعامات کے وعدے کئے ہیں۔ ان کو ضرور مل جائیں پھر حق کے معنے قائم رہنے اور قائم رکھنے کے بھی ہیں۔ اور رحیم کی صفت میں جو بار بار بدلہ دینے کے معنے پائے جاتے ہیں۔ وہ اسی صفت سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ الحق نہ صرف خود قائم رہتا ہے بلکہ۔ وہ دوسروں کو بھی قائم رکھتا ہے۔ اور انعامات کو بھی قائم رکھتا ہے۔ حق درحقیقت مصدر ہے۔ اور مصدر مبالغہ کے معنوں کے ساتھ اسم فاعل کے معنی بھی دیدیتا ہے۔ جیسے اَلعَدُل نہایت انصاف کرنے والے کو کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی کہتے ہیں۔ فلاں شخص تو رحم ہی رحم ہے۔ یعنی بہت رحم کرنے والا ہے۔ پس الحق کے معنی اس کے مختلف معنوں کے رو سے قائم رہنے والے قائم رکھنے والے اور سچے وعدے کرنے والے کے ہوں گے۔ اور چونکہ رحیم کے معنے کسی کے نیک کام کو ضائع نہ کرنے کے اور متواتر انعامات دینے کے ہیں۔ اس صفت کا تعلق الحق سے ہے۔ الحق ہی ہے جو دیکھتا ہے کہ کوئی وعدہ غلط نہ ہو۔ اور اس کے مورد صرف ایک دفعہ ہی انعام نہ پائیں بلکہ انعام پاتے جائیں۔ اور دائمی زندگی ان کو عطا ہو۔ غرض مزدوری کا تعلق الحق سے ہے۔ کیونکہ وعدے آئندہ کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ اور کام کے بعد پورے کئے جاتے ہیں۔ مگر بخشش پہلے ہوتی ہے۔ کوئی فقیر آتا ہے۔ تو انسان فوراً اسے روٹی دیدیتا ہے۔ کسی محتاج کو دیکھتا ہے۔ تو پیسے دیدیتا ہے۔ مگر اولاد اور دوستوں کے لئے وعدے ہوتے ہیں پہلے ان کے سپرد خدمات کی جاتی ہیں۔ پس الحق کا تعلق رحیمیت سے ہے۔

پھر فرمایا:۔ لاالٰہ الاھو یہ رحمانیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

رحمانیت کا تقاضا

ہے۔ کہ ہر زمانہ میں ہر ایک کی ضرورتیں پوری ہوں۔ خواہ کوئی کام کرے یا نہ کرے۔ اور یہ توحید الٰہی کی ایک دلیل ہے۔ کیونکہ بغیر کسی تشگاف یا وقفہ کے سب کی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ کوئی بچہ پیدا ہوا ہو اور اس کے لئے دودھ کی ضرورت پوری نہ ہو۔ نادان خیال کرتا ہے۔ کہ یہ دودھ آج پیدا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں حقیقت دنیا کی پیدائش ہوئی۔ اسی وقت زید یا بکر کا دودھ بھی پیدا ہوا تھا۔ بر چھاتی کا دودھ ماں کے خون سے پیدا ہوا ہے اور خون ان جمادی حیوانی یا نباتی غذاؤں سے جو انسان کھاتا ہے۔ اور ان میں سے بعض چیزیں لاکھوں سال پہلے بنائی گئی تھیں۔ اور بعض گو بظاہر اب پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی پیدائش کے ذرائع پہلے کے ہی ہیں۔ جیسے سبزیاں ترکاریاں کہ ان کو بیج زمین اور پانی پیدا کرتا ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو دودھ کہاں سے آسکتا تھا۔ پس اس کے سامان اس وقت رکھے گئے تھے۔ جب دنیا کا پہلا ذرہ پیدا ہوا تھا۔ پس رحمانیت لاالٰہ الّاھو پر دلالت کرتی ہے۔ اور اسے مانتے ہوئے دوسرا خدا انسان تسلیم ہی نہیں کرسکتا۔

کامل توحید

انہی قوموں میں ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی رحمانیت کی قائل ہیں۔ ہندو اور مسیحی مشرک قومیں ہیں۔ اور یہ دونوں رحمانیت کی قائل نہیں۔ ایک نے رحمانیت کا انکار کرکے تناسخ کا مسئلہ نکالا ہے۔ تو دوسری قوم نے کفارہ ایجاد کیا ہے غرض شرک اور رحمانیت ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ توحید کامل رحمانیت سے تعلق رکھتی ہے۔ رحمانیت کے معنے ہیں۔ کہ انسان کی ہر ضرورت پوری ہو خواہ اس نے اس کے لئے کام کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اب یہ بات تب ہی ہوسکتی ہے۔ جب ایک خدا ہو۔ کیونکہ جس نے خواہشات پیدا کیں وہی ان کو پورا کرنے کے سامان پیدا کرسکتا ہے۔ اور جب ایک وجود نے خواہشات بھی پیدا کیں اور انہیں پورا بھی کردیا۔ تو اب کسی دوسرے وجود کی ضرورت کیا رہی۔

مجھے اس حقیقت کے متعلق ایک واقعہ یاد آگیا ہے اسے بیان کردیتا ہوں میں ایک دفعہ ڈلہوزی گیا۔ میری عمر ابھی چھوٹی ہی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی ایام تھے۔ اس وقت وہاں عیسائیوں کے ایک بڑے پادری ینگسن نامی جنہوں نے سیالکوٹ کا مشن قائم کیا تھا۔ آئے ہوئے تھے۔ ان کی عمر کوئی ستر سال کی تھی۔ اور داڑھی انہوں نے خوب بڑھائی ہوئی تھی۔ وہ پادری صاحب عیسائیوں میں بہت معزز تھے۔ پنجاب سے انکی تبدیلی آخر عمر میں پونا کو ہوگئی تھی۔ اور وہیں سے خرابی صحت کی وجہ سے وہ ڈلہوزی آئے تھے وہ بعض دفعہ اپنے مذہبی اشتہار بازاروں میں تقسیم کیا کرتے تھے بعض دوستوں کی خواہش تھی کہ میں ان سے بات چیت کروں۔ چنانچہ میں ان سے ملا دوران گفتگو میں بعض باتیں اس مضمون کے متعلق ہوئی جسکو میں اب بیان کررہا ہوں۔ توحید کا مسئلہ زیر بحث تھا میں نے ان سے پوچھا بتائیے اللہ تعالےٰ نے مخلوقات کو خود پیدا کرنے پر قادر ہے یا نہیں انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا بیٹا۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے پھر روح القدس کے بارہ میں پوچھا انہوں نے کہا وہ بھی پیدا کرسکتا ہے مگر خدا نے یہ کام بیٹے کے سپرد کیا میں نے کہا پھر تو خدا تعوذ اور روح القدس سارا وقت فارغ رہتے ہوں گے۔ ان کے وجود یا عدم وجود کا کوئی فائدہ ہی نہیں کہنے لگے نہیں سب ہی کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ سامنے آپکی پنسل پڑی ہے۔ اگر کوئی بات نوٹ کرنے کیلئے آپ اسے اٹھانا چاہیں تو کیا آپ اپنے بہرے خانساماں اور اپنے دوست کو جو آپکے ساتھ ہیں بلکہ مجھ کو بھی مدد کے لئے بلائینگے۔ اور اگر اتنے آدمی ملکر پنسل پر انگلیاں رکھیں اور سب اٹھاکر اسے آپکے قریب کریں۔ تو دیکھنے والا ہم سب کو پاگل سمجھیگا۔ یا نہیں۔ کہنے لگے ضرور سمجھیگا۔ کیونکہ پنسل کو تو ایک آدمی بھی باسانی اٹھا سکتا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ جب یہ بات ہے اور آپ مانتے ہیں کہ ایک خدا بھی سب کچھ کرسکتا ہے۔

بیوی کی گود میں بچہ

دیکھنا چاہو تو یاد رکھو۔ کہ "محافظ اولاد" ایک مشہور دوا ہے۔ اور چھ سال کے عرصہ میں ہزارہا تجربوں کے بعد یہ ثابت ہوگیا ہے۔ کہ یہ دوا نہیں بلکہ جادو ہے۔ جو مسلسل سات روز تک عورت کو استعمال کرائی جاتی ہے۔ جن لوگوں کے ہاں اولاد سے مایوسی ہو گئی تھی۔ ان کو بھی اس دوا نے کامیاب کردیا۔ اگر کسی سبب سے آپ کی بیوی کو حمل نہ ٹھہرتا ہو تو آپ ایک خط لیڈی ڈاکٹر انچارج زنانہ دواخانہ بکس ۳۴۲ دہلی کو لکھ کر

"محافظ اولاد"

کی ایک شیشی دو روپیہ آٹھ آنہ میں منگا لیجئے۔ پارسل پر سات آنے محصولڈاک کے خرچ ہوتے ہیں۔ گویا دو روپے پندرہ آنے میں یہ دوا مل جائیگی (۱۵۷ ار)

نذیر سیونگ مشین کمپنی رنگ محل لاہور میں ہر قسم کی مشینوں کی مرمت اور سیکنڈ ہینڈ مشینوں کی خرید و فروخت کا انتظام اعلیٰ پیمانہ پر موجود ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو پھر باقیوں کی ضرورت کیا ہے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ جب ایک انسان بلا ضرورت کسی کام پر زائد آدمی لگائے تو اسے تو آپ پاگل کہیں۔ مگر ان کو آپ ہم سے خدا منوانا چاہتے ہیں۔ جو ہر ایک

کامل قدرت

رکھنے کے باوجود ایک چھوٹے کام کے لئے تین ملکر لگے ہوئے ہیں۔ تو رحمانیت کو مانتے ہوئے شرک کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ رحمانیت کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کی رحمت سے کوئی باہر نہیں۔ اور جو بغیر محنت کے دیتا ہے۔ اس کی رحمت سے کون باہر رہ سکتا ہے۔ اور جب وہ ہر ایک کی ضرورت کو ہر زمانہ میں پورا کرتا ہے۔ تو پھر دوسرے خدا نے کیا کرنا ہے۔ جس قوم میں کامل توحید نہیں۔ وہ خدا کی رحمانیت کی قائل نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا رب العرش الکریم یعنی وہ

تمام صفات حسنہ کا مرکز

اور حکومت کا مالک ہے۔ اس کا عرش کریم ہے۔ اور کریم اسے کہتے ہیں۔ جس میں اعزاز اور احسان پایا جاتا ہو اور ساری عزتیں اور سارے احسان اس میں جمع ہوں۔ وہ ربوبیت میں ادنیٰ حالت سے لے کر اعلےٰ تک ترقی دیتا ہے۔ وہ بے شک بادشاہ بھی ہے۔ مگر انسانوں کی نظامی ضرورتوں کے علاوہ وہ ان کی تربیت کے متعلق ضرورتیں بھی پوری کرتا ہے۔ بادشاہت تو صرف انتظامی ضرورتوں تک ہوتی ہے۔ انفرادی تعلقات کی درستی ربوبیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ بادشاہ کو میاں بیوی کے باہمی جھگڑے سے کوئی سروکار نہیں ہوتا مگر ربوبیت کو اس کے ساتھ تعلق ہے ماں باپ انہیں ضرور کہیں گے۔ کہ لڑو نہیں۔ تو ربوبیت کا تعلق تمدنی اور معاشی چیزوں سے ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اس کی بادشاہت خالی ملوک والی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ربوبیت بھی شامل ہے۔ یعنی تمدنی اور معاشی امور سے بھی اسے وابستگی ہے۔ اور کریمیت کے ساتھ ہے۔ خدا تعالےٰ کی یہ چاروں صفات وہ ہیں۔ جن کی وجہ سے دنیا ظہور میں آئی۔ مالک یوم الدین وہ اسلئے ہے۔ کہ وہ ملک ہے۔ رحیم اس لئے ہے۔ کہ الحق ہے۔ رحمٰن اسلئے ہے۔ کہ لا الہ الا ھو ہے۔ جہاں ایک سے زیادہ کام کرنے والے ہوں۔ وہاں کسی سے پوچھو کہ فلاں کام تم نے کیوں نہیں کیا۔ تو وہ جواب دیدیتا ہے۔ کہ میں نے سمجھا فلاں کرے گا۔ لیکن جب کام کرنے والا ایک ہی ہو تو وہ خود ساری فکر رکھتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ اور تو کوئی ہے نہیں۔ میں نے ہی سب کی ضرورتوں اور سب ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ پس اس کا رحم ہر رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر وہ رب العالمین اور رب العرش الکریم ہے۔ یہ چاروں چیزیں ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ دنیا میں قائم کرتی ہیں اور اسی غرض کے لئے ہم نے بندے

کو پیدا کیا ہے۔ اور مذہب دنیا میں اسی لئے آتا ہے۔ کہ ان چیزوں کو قائم کرے ملکیت نظام کامل پر دلالت کرتی ہے بادشاہ یا خلیفہ کا کام ہے۔ کہ دنیوی یا دینی نظام کو قائم رکھے۔ اور ایک کو دوسرے پر ظلم نہ کرنے دے اور خدا تعالےٰ کی ملکیت تقاضا کرتی ہے۔ کہ بنی نوع انسان میں نظام ہو۔ اسی لئے انسان کو مدنی الطبع بنایا ہے۔ اور اسے مل جل کر رہنے پر مجبور کیا ہے بیوی بچے ساتھ لگا دیئے ہیں۔ بیشک وہ جانوروں کے ساتھ بھی ہیں۔ مگر اس طرح نہیں جسطرح انسان کے ساتھ ہیں۔ بعض جانوروں میں تو جوڑا ہے ہی نہیں۔ بعض میں ہے۔ جیسے کبوتر مگر ان میں بھی تربیت اولاد کا طریق نہیں۔ بچہ جب دانے کھانے لگے نکال دیتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ کہ بچہ کو بوڑھا ہونے تک بھی باپ ساتھ ساتھ لئے پھرے لیکن انسان میں یہ بات ہے۔ اسی جلسہ پر دو بوڑھے آدمی مجھے ملنے آئے۔ ایک زیادہ ضعیف تھا۔ اور دوسرا اسے سہارا دے کر لا رہا تھا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ یہ بھائی بھائی ہیں۔ اور ان سے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ دونو بھائی ہیں۔ اس پر اس نے جو سہارا دیکر دوسرے کو لا رہا تھا کہا۔ کہ نہیں جی یہ میرا بیٹا ہے۔ بوجہ امراض کے زیادہ بوڑھا معلوم ہوتا ہے۔ اور چلنے پھرنے سے معذور ہوگیا ہے۔ اس لئے میں اسے اپنے ساتھ رکھتا ہوں ایسی مثالیں جانوروں میں نہیں پائی جاتیں۔ تو انسان کو مدنی الطبع بنایا گیا ہے۔ پھر جانوروں میں بھائیوں کا احساس نہیں۔ برادری کا سسٹم ان میں کوئی نہیں۔ لیکن اگر بعض کے تعاون کو جیسا کہ چیونٹیوں میں ہوتا ہے

برادری کا طریق

سمجھ لیا جائے۔ تو خاندان کی مثال ان میں نہیں مل سکیگی۔ حکومت تو ہوگی۔ جیسے شہد کی مکھیوں میں اور چیونٹیوں میں ہوتی ہے۔ مگر خاندانوں کا سسٹم نہیں ہوگا۔ اور وارث ہونا قرابت کی وجہ سے دوسرے کا ذمہ دار قرار پانا یہ باتیں مفقود ہوں گی۔ پس ملکیت کامل نظام پر دلالت کرتی ہے۔ اور اسی لئے انسان کو اللہ تعالےٰ نے مدنی الطبع پیدا کیا ہے۔ خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ دنیا میں نظام کامل پیدا کیا جائے جس وقت تک حکومتیں مسلمان اور احمدی نہیں ہو جاتیں۔ جو کامل طور پر نظام کے قیام کا ذریعہ ہیں اسوقت تک جتنا اسلامی نظام بھی ممکن ہو۔ ہمیں اسے قائم رکھنا چاہیئے۔ پھر صفت الحق جو ہے۔ یہ اخلاق فاضلہ اور عمل کی درستی پر دلالت کرتی ہے رحیمیت کے معنے ہیں اچھے کام کا بدلہ دینا

کراچی

شہر ہذا سے ہر قسم کا مال تھوک۔ اور ارزاں قیمت پر منگوا کر زیادہ منافع حاصل کیجیے۔ ہر قسم کے سامان کے ریٹ دریافت کرنے پر فوراً ارسال خدمت ہوں گے۔

سید عبدالحی آف منصوری

پتہ: ہیٹکس بندر روڈ کراچی

Address HAYETEKS Bunder Road Karachi

ناک کے ڈاکٹروں کیلئے دس ہزار روپیہ انعام

ناک کے اندر مسّہ پیدا ہو گیا ہو۔ ناک سے چھیچھڑے آتے ہوں۔ یا لمبا لمبا جما ہوا مواد نکلتا ہو۔ اکثر نزلہ یا زکام رہتا ہو۔ یا نکسیر پھوٹتی ہو۔ ناک سے بدبو آتی ہو۔ یا سونگھنے کی قوت میں فتور آگیا ہو۔ یا چھینکیں زیادہ آتی ہوں۔ ناک اکثر بند رہتا ہو۔ یا گلے میں مستقل خرابی رہتی ہو۔ ان تمام شکایات کیلئے ہماری کھانے کی ناک کی دوائی (رجسٹرڈ) نہایت جادو اثر تیر بہدف اکسیر ثابت ہو چکی ہے۔ ہم عرصہ دراز سے صرف یہی ایک دوائی بیچنے کا کام کر رہے ہیں۔ اور ہماری دوائی تمام ہندوستان کے علاوہ سیام۔ ملایا عراق افریقہ اور باہر جزیروں میں بھی جا رہی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ چونکہ آج کل جھوٹی اشتہار بازی بہت ہو رہی ہے اسلئے ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی ڈاکٹر یا حکیم ہماری زیر نگرانی اسے مریضوں پر استعمال کر کے ثابت کرے کہ یہ دوائی اصلی نہیں ہے۔ تو اسے مبلغ دس ہزار روپیہ نقد انعام دینگے۔

بھگتوں کی دُکان (ناک کی مشہور دوائی بیچنے والے) بھگت بلڈنگ بھگت بازار ڈاکخانہ بھگت بازار جالندھر شہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ چیز اخلاق سے تعلق رکھتی ہے۔ اچھے کام ہوں۔ تو بدلہ دیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اور جس طرح ملکیت کے نظام کو قبول کرنے کے لئے انسان کے اندر قابلیت رکھی تھی اور اسے مدنی الطبع بنایا تھا۔ اسی طرح الحق کے مقابلہ پر اخلاق فاضلہ انسان کو دئے ہیں۔ مذہب ہو یا نہ ہو۔ تعلیم ہو یا نہ ہو۔ تمدن ہو یا نہ ہو۔ اخلاق سے کورا کوئی انسان نہیں ہو سکتا۔ ذرا خلاف اخلاق بات کر کے دیکھو۔ فوراً چہرہ سرخ ہو جائے گا۔ اور پسینہ بہنے لگے گا۔ جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ فطرت بول رہی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ کل مولود یولد علیٰ فطرۃ الاسلام یہاں اسلام سے مراد یہ اسلام نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قانون حقہ کی فرمانبرداری بچہ میں پائی جاتی ہے۔ اسی فطرت پر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں اس کے ماں باپ اپنے رنگ میں رنگین کر لیتے ہیں۔ جھوٹ بولنے کی عادت پڑ جائے تو بے شک انسان بے حیا ہو جاتا ہے لیکن پہلا جھوٹ بولتے ہوئے اس کا رنگ ضرور فق ہو گا۔ کیونکہ اس کی فطرت میں سچائی ہے۔ بے شک کسی کو چوری کی اتنی عادت ہو جائے۔ کہ وہ سب مال سمیٹ کر اپنے قبضہ میں کر لینے کی حرص رکھتا ہو۔ مگر پہلی چوری کرتے ہوئے ضرور اس کا ہاتھ کانپا ہو گا۔ کیونکہ اخلاق فاضلہ کو اللہ تعالےٰ نے انسانی فطرت میں داخل کیا ہے۔ جب خدا تعالےٰ بدلہ دینا چاہتا تھا۔ تو اس کے لئے جس چیز کی ضرورت تھی۔ وہ بھی ہونی چاہئیے تھی۔

لا الٰہ الا ھو کے ساتھ

قربانی اور ایثار کا تعلق

ہے۔ رحمانیت کا یہی مطلب ہے کہ بغیر مزدوری کے دیا جائے۔ یہ چیز بھی انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔ اس کی مثال ماں باپ میں ملتی ہے۔ وہ قطع نظر اس خیال سے کہ بچہ کبھی ان کے کام آئے گا یا نہیں۔ اسے پالتے پوستے ہیں۔ اسے تعلیم دلاتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس کی طرف سے کسی محنت کے بغیر یا بدلہ کی امید کے بغیر کرتے ہیں۔ ہاں جو لوگ یہ الشش میں کامل نہ ہوں۔ وہ اخلاق میں بھی کامل نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ہیجڑا بڑا رگ نہیں ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ کامل الخلق نہیں ہوتا۔ اس لئے کامل الاخلاق بھی نہیں ہو سکتا۔ کامل الاخلاق ہونے کے لئے کامل الخلق ہونا ضروری ہے۔ اس نکتہ کو علم نفس والوں نے خوب سمجھا ہے۔ اور ایک نے تو اسے ایسے لطیف رنگ میں بیان کیا ہے۔ کہ اس کا خیال الہام کی حد تک پہنچ گیا ہے امریکہ کے ایک شخص نے علم النفس کے متعلق سات جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں Seanality کی تاریخ بیان کرتے ہوئے وہ کثرت ازدواج کی طرف بھی آیا ہے۔ اور پھر اس ضمن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی اس نے کیا ہے۔ اور عیسائی ہونے کے باوجود وہ لکھتا ہے کہ میں ان لوگوں کو احمق سمجھتا ہوں جو آپ کے

ایک سے زیادہ بیویاں کرنے پر
اعتراض

کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی صفات کو اپنے اندر جذب کرنے والا شخص یقیناً ایک کامل الخلق ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر ایسی طاقتیں ہوتی ہیں کہ وہ یہ بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ کامل الخلق ہونے کے یہ معنے نہیں۔ کہ ضرور بہت ہٹا کٹا ہی ہو۔ بلکہ اس سے مراد صفات حسنہ اور دل دماغ کی طاقت ہے۔ پھر لا الٰہ الا ھو میں توکل پایا جاتا ہے یہ بھی لا الٰہ کا پرتو ہے۔ جانوروں میں بڑا توکل ہوتا ہے مگر وہ انسان کے توکل کو پھر بھی نہیں پہنچ سکتا۔ چند روز ہوئے میں گھر میں کھانا کھا رہا تھا۔ اور وہیں ایک بلی بھی پھر رہی تھی۔ جس سے میری بیوی کے دل میں کچھ خفگی کے جذبات پیدا ہو رہے تھے۔ مجھے خیال آیا۔ کہ دیکھو خدا کی قدرت ہے۔ کہ اس نے بہت سے جاندار پیدا کئے۔ اور ان میں سے صرف ایک کو کہا کہ میں تجھے بے انتہا دونگا۔ اور باقیوں کو نہیں کہا۔ مگر عجیب بات ہے کہ جسے کہا تھا۔ وہ تو خدا کو چھوڑ کر اپنی محنت کرنے میں لگ گئے۔ اور جن سے نہیں کہا تھا۔ وہ توکل کر کے بیٹھے ہیں۔ پھر دوسرے نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو سب جانداروں میں سے صرف ایک ہی ہے۔ جو کماتا ہے اور وہی بھوکا مرتا ہے۔ مگر یہ تو ایمان سے محروم انسانوں کی کمزوری ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ کامل توکل کی طاقت انسان میں ہی پائی جاتی ہے۔ جانوروں میں کوئی نہیں ہو گا جو بیٹھ جائے۔ کہ بس اب خدا ضرور بھیج دے گا۔ مگر انسانوں میں ایسے ضرور ملیں گے اور ہزاروں ہونگے۔ جن کے لئے اللہ تعالےٰ اپنے پاس سے سامان کرتا ہے تو

توکل کا مقام کامل

یہی انسان کو ہی ملتا ہے گو ہر ایک کا یہ کام نہیں۔ کہ توکل کے مقام والے کی نقل کرے۔ کہتے ہیں۔ کوئی بزرگ تھے۔ جو کام نہیں کرتے تھے۔ دوسرے بزرگ انہیں نصیحت کرنے کے لئے آئے۔ کہ کوئی کام بھی کرنا چاہئیے۔ توکل کرنے والے توکل کے مقام پر تھے۔ مگر دوسرے بزرگ کا مقام دوسرا تھا اس لئے انہوں نے جب نصیحت کی۔ تو اس بزرگ نے کہا۔ کہ میں تو

اللہ تعالیٰ کا مہمان

ہوں۔ اور یہ میزبان کی ہتک ہے کہ اس کا مہمان کوئی کام کرے۔ دوسرے بزرگ نے کہا کہ مانا آپ مہمان ہیں

صرف ایکبار پڑھکر صحت و دولت حاصل کریں

امرت ساگر رجسٹرڈ ایک اپر اثر اور فوراً فائدہ دکھانے والا تحفہ ہے۔ جو کہ تمام دنیا میں مختلف ناموں سے ہر سال لاکھوں روپیہ کا فروخت ہوتا ہے اور سب ادویات سے افضل و اعلیٰ تر اور جملہ امراض کا تیر بہدف علاج ہے۔ اندرونی امراض مثلاً بخار ہر قسم درد پیٹ۔ اپھارا۔ بادگولہ۔ درد گردہ۔ پیٹ بولنا۔ بدہضمی۔ ہیضہ۔ بھوک نہ لگنا۔ پانی لاگ۔ دست۔ سردرد۔ سنگرہنی۔ کھٹے ڈکار۔ جی متلانا۔ جگر و تلی کی خرابی۔ کھانسی۔ دمہ۔ نزلہ۔ زکام وغیرہ وبائی امراض کے واسطے مصری پتاسہ مناسب شربت۔ عرق یا صرف پانی ہی میں دو بوند سے دس بوند تک ڈال کر دیویں۔ اسی طرح دن میں تین چار مرتبہ دینا پیام صحت ہے۔ بیرونی امراض مثلاً چوٹ و ریح وغیرہ کی درد اور ورم پر تل کے تیل یا گل روغن میں دس پندرہ بوند ملا کر ملنا اور اوپر روئی یا نمدہ کو گرم کر کے باندھنا فی الفور تسکین دیتا ہے۔ طاعون پھوڑا۔ پھنسی۔ دمعدر۔ لوط۔ چنبل وغیرہ پر لگانا ہی کافی ہے۔ بھڑ۔ مکھی۔ بچھو۔ وغیرہ کے ڈنگ اور درد دانت۔ دمسوڑھے درد کان درد سر پر بھی لگا کر قدرت خدا کا ملاحظہ کریں۔ آناً فاناً میں صحت ہو گی۔ بچہ بڈھا۔ نوجوان مرد و عورت امیر و غریب سب کی زندگی کا محافظ ہے۔ اس کا ہر ایک جیب میں موجود ہونا اچانک حملہ آور انسانی امراض کی تکلیف تشویش و اخراجات سے بچاتا ہے۔

کارکنان باوا بھون نے امرت ساگر رجسٹرڈ کو ہندوستان کے کونہ کونہ میں پہنچانے کی خاطر فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کے منافع کی رقم خریداروں میں تقسیم کر دی جاتے یعنی ہر بیس تولہ کی فروخت کے بعد اکیسویں تولہ کے خریدار کو پانچ روپیہ انعام بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیا جایا کرے۔ مثلاً پہلا انعام اکیس نمبر کو دوسرا بیالیس نمبر کو تیسرا تریسٹھ نمبر کو چوتھا چوراسی نمبر کو اور پانچواں ایک سو پانچ نمبر کو اسی طرح ہر اکیسواں نمبر انعام کا مستحق ہو گا۔ مقدار استعمال دو بوند سے دس بوند قیمت فی تولہ صرف ایک روپیہ محصول ایک تولہ سے دس تولہ تک آٹھ آنہ

رجسٹرڈ **باوا بھون ہڈیارہ ضلع لاہور**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مہمانی تین دن کی ہے۔ اس کے بعد سوال ہو جاتا ہے۔ یہ سنکر وہ متوکل بزرگ کہنے لگے۔ کہ **ان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون** خدا تعالےٰ کا دن قرآن کریم کے مطابق ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔ پس مہمان نوازی کی مدت تین ہزار سال کی ہے۔ اس کے بعد اگر زندہ رہے۔ تو دیکھا جائے گا۔

اسی طرح ایک اور بزرگ جو اس مقام پر تھے ان کی نسبت لکھا ہے۔ کہ ان کے ذمہ کچھ قرض ہو گیا۔ ان کا قرض خواہ ان کے پاس آیا اور انہیں تنگ کرنے لگا۔ اور فوری ادائگی کا مطالبہ کیا انہوں نے کہا بیٹھو ابھی خدا تعالےٰ کی طرف سے رقم آ رہی ہوگی۔ مگر وہ شخص مصر تھا کہ ابھی رقم دو میں انتظار نہیں کر سکتا اسی دوران میں ایک لڑکا گزرا۔ جو حلوا فروخت کر رہا تھا۔ اس بزرگ نے اسے بلایا۔ اور اس سے حلوا لے کر قرض خواہ کو اور دوسرے حاضرین کو کھلایا۔ حلوا کھا کر تھوڑی دیر کے لئے اس کا منہ تو بند ہوا مگر جب اس لڑکے نے کہا۔ کہ لایئے آٹھ آنہ کے پیسے تا میں جاؤں۔ تو اس بزرگ نے کہا کہ تم بھی بیٹھ جاؤ اللہ تعالےٰ ابھی بھیجتا ہے۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا۔ کہ یہ آپ نے کیا کیا۔ میرا قرض تو دبایا ہی ہوا تھا۔ اب اس لڑکے کا بھی دبا لیا۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اس نے کاغذ میں لپٹی ہوئی نقدی دی۔ اور کہا کہ یہ فلاں شخص نے آپ کو نذر بھیجی ہے۔ اسے کھولا تو جتنا قرض تھا اتنی ہی رقم اس میں موجود تھی۔ مگر حلوے والے کے پیسے نہیں تھے۔ اس پر اس بزرگ نے کہا۔ کہ تمہیں غلطی لگی ہے۔ کچھ اور بھی ہے۔ اس پر اس نے کہا۔ کہ ہاں مجھ سے غلطی ہوئی مجھے بھول گیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک اٹھنی بھی ہے۔ تو توکل کا یہ مقام انسانوں میں سے ہی بعض کو حاصل ہوتا ہے۔

رب العرش الکریم۔ تنظیم معاشی تنظیم تعلیم اور تربیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ دیکھو ایک باپ کس طرح کھانے پینے کا بوجھ اٹھانے کے ساتھ ساتھ بچہ کو تعلیم بھی دلواتا ہے۔ اور اس کی اصلاح کا بھی خیال رکھتا ہے۔ یہ سب استعدادیں مجموعی طور پر اللہ تعالےٰ نے انسان ہی کے اندر رکھی ہیں۔ اور مذہب ان خفیہ استعدادوں کو جگانے کے لئے اور انہیں منظم صورت میں قائم کرنے کے لئے آتا ہے۔ یہی چیز ہے۔ جس کے لئے احمدیت کو اللہ تعالےٰ نے قائم کیا ہے۔ یہ کام ہم نے کرنے ہیں۔ اور اگر انہیں نہیں کرتے۔ تو اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ ہم نے اپنے رستہ کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اب چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے اس مضمون کی مفید تفاصیل آئندہ خطبہ میں انشاء اللہ بیان کروں گا۔

وما توفیقی الا باللہ۔

چندہ حصہ آمد وصیت

میں

اضافہ

سال گزشتہ کی نسبت سال رواں میں حصہ آمد وصیت میں اضافہ حسب ذیل ہے۔

ششماہی اول ماہ مئی تا ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء حصہ آمد ۵۰۰۹۹/۱/۹

ششماہی اول مئی تا اکتوبر ۱۹۳۷ء حصہ آمد ۵۴۷۰۹/۱۲/۰ گویا سال گزشتہ کی نسبت سال رواں کے چھ ماہ میں ۴۶۱۰/۱۰/۳ اضافہ ہوا۔ ان

اعداد و شمار کو دیکھ کر میں عہدہ داراں اور موصیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اگلی ششماہی میں انہیں اس سے بھی زیادہ حصہ آمد وصیت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عرق ماراللحم انگوری دو آتشہ

تازہ بتازہ۔ نو بنو

جوان کرتا ہے بوڑھوں کو یہ ماراللحم انگوری
رفیق تندرستی ہے یہ ماراللحم انگوری

نصف صدی سے متواتر تیار ہو رہا ہے

رسالہ سردی کا اثر مفت طلب کریں اس میں اسناد رؤسا و حکما درج ہیں

قیمت فی بوتل (۱۲ خوراک) ۱عہ دو بوتل سے کم باہر روانہ نہیں ہوتا
دو روپے۔ درجن عنہ ترکیب استعمال ہر بوتل پر درج ہوتی ہے

پتہ:۔ دواخانہ ڈاکٹر حکیم حاجی غلام نبی زبدۃ الحکما موجد دواخانہ لاہور

صرف دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ۲) میں پانچ گھڑیاں

تین عدد ڈمی رسٹ واچ ایک عدد ڈمی پاکٹ واچ۔ ایک عدد اصلی جرمن ٹائم پیس گارنٹی دس سال

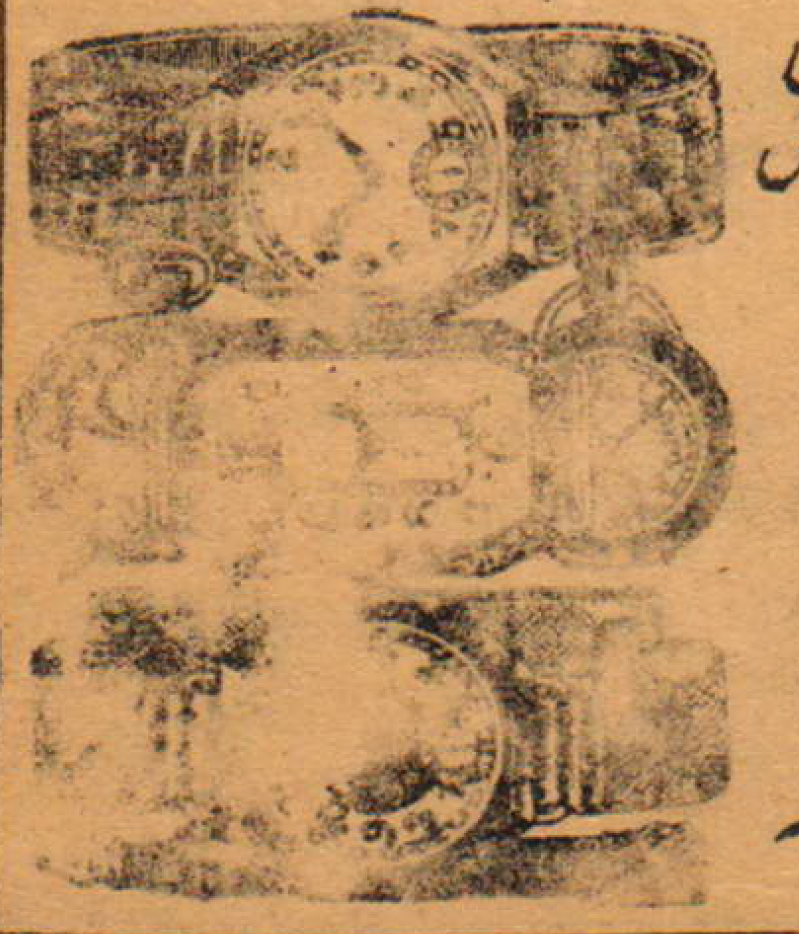

یہ گھڑیاں ہم نے خاص طور پر ولایت سے بڑی بھاری تعداد میں منگوائی ہیں صرف دس ہزار گھڑیاں اس رعائتی قیمت پر فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے جلدی کریں۔ ورنہ یہ موقع بار بار ہاتھ نہیں آئے گا۔ گھڑیوں کے ساتھ ایک فاؤنٹین پن معہ ۱۴ کیرٹ رولڈ گولڈ نب اصلی ٹھنڈی عینک۔ ایک خوبصورت موتیوں کا ہار مفت دیا جائے گا۔ محصولڈاک علاوہ پیکنگ علاوہ

ناپسند ہونے پر قیمت واپس

منیجر جرمن ٹریڈنگ کمپنی ۳۱ پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور ۳۱

ضرورت رشتہ

ایک صاحب جاٹ زمیندار کاشتکار کے لئے جن کی عمر قریباً ۲۲ یا ۲۳ سال ہے۔ ایک کنوارے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی امور خانہ داری سے اچھی طرح واقف اور جوان ہو۔

خواہشمند احباب ع معرفت مینجر الفضل خط و کتابت کریں

معجون عنبری

یہ دوا دنیا بھر میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ ولایت تک اس کے مداح موجود ہیں۔ دماغی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ اس دوا کے مقابلہ میں سینکڑوں قیمتی سے قیمتی ادویات اور کشتہ جات بیکار ہیں۔ اس سے بھوک اس قدر لگتی ہے کہ تین تین سیر دودھ اور پاؤ پاؤ بھر گھی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس قدر مقوی دماغ ہے کہ بچپنے کی باتیں خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اس کو مثل آب حیات کے تصور فرمایئے۔ اس کے استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کیجئے۔ بعد استعمال پھر وزن کیجئے ایک شیشی چھ سات سیر خون آپ کے جسم میں اضافہ کر دے گی۔ اسکے استعمال سے ۱۸ گھنٹہ تک کام کرنے سے مطلق تھکن نہ ہوگی۔ یہ دوا رخساروں کو مثل گلاب کے پھول اور مثل کندن کے درخشاں بنا دیگی۔ یہ نئی دوا نہیں ہے ہزاروں مایوس العلاج اسکے استعمال سے بامراد ہو کر مثل پندرہ سالہ جوان کے بن گئے۔ یہ نہایت مقوی بھی ہے اس کی صفت تحریر میں نہیں آ سکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اس سے بہتر مقوی دوا آج تک دنیا میں ایجاد نہیں ہوئی۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ) نوٹ:- فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس۔ فہرست دواخانہ مفت منگوایئے۔ جھوٹا اشتہار دینا حرام ہے۔

ملنے کا پتہ:- مولوی حکیم ثابت علی محمود نگر ۵ لکھنؤ

شادی ہوگئی — آپ جو چیز چاہتے ہیں وہ یہ ہے

مفرح یاقوتی

یہ مرد عورت کے لئے تریاقی نہایت تفریح بخش دل کو ہر وقت خوش رکھنے والی دماغی قلبی اور عصبی کمزوری کے لئے ایک لاثانی دوا ہے اس سے اولاد کی کثرت ہوتی ہے زندگی کی روح اور جوانی کی جان ہے۔ آج ہی استعمال کر کے لطف زندگی اٹھایئے عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض کیلئے اکسیر چیز ہے حمل میں استعمال کرنے سے بچہ نہایت تندرست اور ذہین پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے اکی پانچ روپے قیمت سنکر نہ گھبرایئے نہایت ہی قیمتی اور نہایت عجیب الاثر تریاقی مفرح اجزا مثلاً سونا عنبر موتی کستوری جدوار اصیل یاقوت مرجان کہربا۔ زعفران ابریشم مقرض کی کیمیاوی ترکیب انگور سیب وغیرہ میوہ جات کا رس مفرح ادویات کی روح نکالکر بنایا جاتا ہے تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دوائی ہے علاوہ اسکے ہندوستان کے رؤسا امراء و معززین حضرات کے بے شمار سرٹیفکیٹ مفرح یاقوتی کی تعریف و توصیف کے موجود ہیں چالیس سال سے زیادہ مشہور اور ہر اہل و عیال والے گھر میں رکھنے والی چیز ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ اور تمام اکابرین ملت احمدیہ اسکے عجیب الفوائد اثرات کا اعتراف کرتے ہیں۔

اسکے اندر کوئی زہریلی اور منشی دوا شامل نہیں ہے۔ دنیا بھر میں وہ انسان مفرح یاقوتی استعمال کرتے ہیں جو کمزوری وغیرہ پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جن کو جوانی میں خاص زندگی سے لطف اندوز ہونے کی آرزو ہے۔ مفرح یاقوتی بہت جلد اور یقینی طور پر پٹھوں اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ خوبصورتی اور دائمی طاقت اور جوانی کو اس کے ذریعہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ تمام مفرحات مقویات اور تریاقات کی سرتاج ہے۔ پانچ تولہ کی ایک ڈبیہ صرف پانچ روپیہ (صہ) میں ایک ماہ کی خوراک

دواخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ محمد اکبر صاحب سب جج بہادر درجہ دوئم نارووال

دعوی دیوانی ۸۴۲ ۱۱

علی گوہر ولد سیہ اجٹ سکنہ داؤ والہ تحصیل نارووال مدعی

بنام اللہ دت وغیرہ

دعویٰ دخلیابی اراضی بذریعہ شفع

بنام

حسین ولد عمرا۔ فرزند علی ولد اللہ دت جٹ سکنہ داؤ والہ تحصیل نارووال

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی حسین۔ فرزند علی مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مدعا علیہم مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ ۱۱/۳۷ ۰ ۱ کو مقام سیالکوٹ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۰ ۱۱/۳۷ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعدالت جناب صاحبزادہ امیر محمد صاحب آنریری سب جج درجہ چہارم کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخان

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بمقدمہ نونیت رام۔ تخشو رام۔ پیارہ رام۔ نیون رام۔ سکھو رام پسران لوکو رام ذات گوگلانی سکنائے کوٹ قیصرانی۔ تحصیل تونسہ۔ ضلع ڈیرہ غازیخان

مدعیان بنام

دولت رام بالغ۔ چندر بھان۔ بسنتہ رام معروف مکڑ۔ نیون رام نابالغان بولایت دولت رام برادر خود۔ سدا رام نابالغ ولد دولت رام۔ بسر براہی دولت رام والد خود سکنائے سکھولی کلاں۔

دعوی ۔/۱۶۶

مقدمہ مندرجہ عنوان صدر بہت عرصہ سے بعدالت ہذا دائر ہوا ہے۔ مذکوری تعمیل کنندہ کے رپورٹ اور بیان حلفی سے ہم کو اس امر کا اطمینان ہوگیا ہے کہ مدعا علیہم عمداً روپوش ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۳۷ء کو بعدالت ہذا حاضر ہو کر جواب دہی مقدمہ کریں۔ خواہ اصالتاً خواہ وکالتاً اگر حکم ہذا کے تعمیل نہ کی گئی۔ تو مدعا علیہم کے خلاف کارروائی یکطرفہ کی جاسکیگی۔ مورخہ ۱۱/۳۷ ۱۷

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

تحفہ کشمیر

پشمینہ فی گز صہ سے ملتے روپے خالص اونی کشمیرانی تھان درجہ اول سے درجہ دوم للعہ ۲ر شال پشمینہ ۲۵ سے ۵ ر لوئی خودرنگ دوہری درجہ اول ۱۲ درجہ دوم معہ لوئی ایک بری خودرنگ ۲۔ لوئی ایک بری سفید ۔ زعفران مونگرہ فی تولہ عہ درجہ دوم عہ زیرہ سیاہ فی سیر عگا ر بنفشہ فی سیر عگا ر سلاجیت فی تولہ ۸ محصول ڈاک علاوہ

المشتہر:- جی۔ ایم مینیجر شال ایجنسی سوپور کشمیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری پیاری بہنو!

میں آپ کی ہمدردی کی خاطر یہ اشتہار دے رہی ہوں کہ اگر آپ کو کسی قسم کا کوئی پوشیدہ مرض ہے تو خواہ مخواہ فضول ادویات پر روپیہ برباد نہ کریں۔ میرے پاس میری خاندانی مجرب دوا ہے جو عورتوں کے ماہواری ایام کی ہر مرض میں حیرت انگیز اثر ظاہر کرتی ہے ہزاروں میری بہنیں اس دوا کو استعمال کر کے ماہواری ایام کی تکلیفوں سے مکمل صحت حاصل کر چکی ہیں اگر آپ کو ماہواری بے قاعدہ آتے ہیں رک رک کر آتے ہیں یا کم آتے ہیں یا درد سے آتے ہیں سفید رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے کمر درد سر درد رہتا ہے قبض رہتی ہے کام کاج کرنے سے دل دھڑکتا ہے یا سانس پھول جاتا ہے۔ پیٹ میں ابھارہ رہتا ہے تو آپ یقین رکھیے کہ میری خاندانی مجرب دوا راحت ان جملہ امراض کو دفع کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت مکمل خوراک ایک ماہ عہ محصول ۸؍ ملنے کا پتہ :- ایچ نجم النساء بیگم احمدی بمقام شاہدرہ لاہور

امرت بوٹی رجسٹرڈ
بوڑھوں۔ کمزوروں ناجائز طور پر قوت کا اخراج کرنے والوں کیلئے بیحد اکسیر ہے

امرت بوٹی
مقوی اعصاب ہے۔ اور کثیر مقدار میں خون پیدا کرتی ہے

امرت بوٹی رجسٹرڈ
مقوی معدہ مقوی دل۔ مقوی جگر۔ مقوی دماغ ہے۔

امرت بوٹی رجسٹرڈ
کمزور سے کمزور مرد کو کامل مرد بنا دیتی ہے انشاء اللہ العزیز

امرت بوٹی
غلط کاروں کے لئے آب حیات ہے۔

حالات
مفصل آنے پر بیرونی مالش کی دوا مفت بھجوائی جاتی ہے پتہ :- احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر کینٹ پنجاب

امرت بوٹی رجسٹرڈ
تمام مردانہ بیماریوں کی صحیح معنوں میں ہمدرد ہے منیجر احمدیہ یونان فارمیسی جالندھر کینٹ

شرط
اگر فائدہ نہ ہو قسمیہ تحریر فرمادیں دوبارہ دوائی مفت روانہ ہوگی۔

قیمت
شیشی ۵۰ گولی عہ ۱۰۰ گولی معہ امرت طلاء بیرونی مالش کے لئے ۲/۱۲/۰

عید مبارک

کی خوشی میں ہمارے کارخانہ کے مشہور تحفے عید تک نصف قیمت پر فروخت کئے جائینگے فوراً آرڈر دیکر فائدہ حاصل کریں۔ یہ رعایت صرف عید تک ہے۔

	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
امیرانہ ریشمی مشہدی پشاوری لنگی درجہ خاص	دس روپیہ	۵ روپے
" " " اول	سات روپیہ	۳½ "
فینسی سوتی پشاوری لنگی درجہ خاص	چار روپے	۲ "
" " " اول	دو روپے	۱ روپیہ
کلاہ مع زری پشاوری درجہ خاص و اول	چھ روپے و پانچ روپے	۳ روپے و ۲½ روپیہ
کلاہ مع زری پشاوری و کلاہ سادہ پشاوری فی درجن	۱۸ روپے و ۹ روپے	۹ روپے ۴¾ "
اصلی ریشمی رومال سائز کلاں درجہ خاص و اول فی درجن	۱۲ و ۶ روپے	۶ " و ۳ "

ملنے کا پتہ :- علی بھائی اینڈ کمپنی سوداگران لنگی ٹیکہ پوسٹ بکس ۸ لودھیانہ

اعلان معافی

مولوی محمد منیر صاحب انصاری کو جنہیں شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کے فتنہ کے ضمن میں جماعت سے خارج کیا گیا تھا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معاف فرما دیا ہے۔ ناظر امور عامہ

ناظرین الفضل کے لئے الٰہی تحفہ

خداوندی قدرت کا فیض رساں معجزہ

ہندوستان کے مشہور عام پہاڑ ہمالیہ میں جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہیں سورج کی گرمی سے پہاڑ کے مسامات کے ساتھ ملکر سونے لوہے اور چاندی کا ست خدا کی قدرت سے باہر آتا ہے جسکو طب یونانی دیدک و ڈاکٹری میں ایک نایاب چیز کہا گیا ہے۔ اس کو

شلاجیت

کہتے ہیں۔ چنانچہ ہم عرصہ سے ہمالیہ پہاڑ سے شلاجیت منگوا کر طبی اصولوں و کامل حکماء و فضلاء کے بتلائے ہوئے طریقوں سے صاف کر کے ضرورتمندوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اسکے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان جوانمرد بن جاتے ہیں۔ اور یہ جسم کی ہر بیماری کو دور کر دیتی ہے خصوصاً ہر قسم کے جریان دھات کا پتلا پڑ جانا۔ احتلام۔ پیشاب کا زیادہ آنا مثانہ کی کمزوری نامردی ناطاقتی کیلئے تو یہ اکسیر اعظم ہے۔ اسکے علاوہ پیشاب کی کل بیماریاں سوزاک آتشک پیشاب میں شکر آنا وغیرہ جسم کے مختلف حصوں کے درد جوڑوں کے درد گنٹھیا وبائی شکایتیں اسکے استعمال سے فوراً رفع ہو جاتی ہیں۔ اور دماغی کمزوری خرابی ہاضمہ کو چند ہی دن میں ٹھیک کر دیتی ہے اسکے علاوہ ہاضمہ بڑھاتی دنیا و صاف خون پیدا کرتی اور کھانسی نزلہ زکام بخار تپ دق وغیرہ سے بچاتی ہے کمزور طاقتور اور تندرست اس کو کھا کر سال بھر ہر بیماری سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ دنیا میں طاقت کی اس سے بڑھکر اور کوئی دوا نہیں اسکے استعمال کیلئے آج کل کے دن نہایت موزون ہیں۔ تسلی کیلئے ہزاروں سرٹیفکیٹوں کی نقل منگوا سکتے ہیں۔ قیمت ایک تولہ کی شیشی ایک روپیہ دو تولہ ایک روپیہ بارہ آنہ پانچ تولہ چار روپیہ

پتہ :- ہمالیہ شلاجیت بھنڈار بھلہ روڈ ہردوار یو۔ پی

رمضان المبارک کی خوشی میں خاص رعایت

عرق ماء اللحم عنبری سہ آتشہ

یہ خاص الخاص عرق اعضائے رئیسہ کو قوت دے کر صالح خون کثرت سے پیدا کرتا ہے۔ رمضان المبارک میں افطاری کے وقت پانچ تولہ عرق ایک پاؤ دودھ میں دو تولہ خالص شہد ڈال کر استعمال فرمائیں۔ اور ایک تولہ حلوا مقوی کھائیں۔ جسمانی کمزوری دور ہو جائے گی۔ اور فرحت و انبساط کی لہریں محسوس ہوں گی۔ عرق ماء اللحم فی بوتل للعہ صرف رمضان میں رعایتی قیمت ہے عہ اور حلوا مقوی عہ میں آدھ سیر

عمدہ اور مجرب ادویہ ملنے کا پتہ

ویدک یونانی دواخانہ زینت محل دہلی

نارتھ ویسٹرن ریلوے

کرسمس اور سال نو کی تعطیلات کیلئے رعائتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آئندہ کرسمس اور سال نو کی تعطیلات کے لئے واپسی ٹکٹ جو ۱۰ جنوری ۱۹۳۸ء تک کام آسکیں گے مندرجہ ذیل شرح سے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۱۴ دسمبر سے لیکر ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء تک جاری کئے جاوینگے بشرطیکہ ایک طرف کا فاصلہ سفر سو میل سے زیادہ ہو یا ۱۰۰ میل کا رعائتی کرایہ ادا کیا جائے۔

اول اور دوم درجہ . . . . ایکطرف کا پورا کرایہ اور دوسری طرف کا ایک تہائی

درمیانہ اور سوم درجہ . . . . . ایکطرف کا پورا کرایہ اور دوسری طرف کا نصف

چیف کمرشل منیجر لاہور

اگر چاہتے ہو کہ جوانی کی کرنیں تمہارے جسم میں دوڑنے لگیں اور سچے معنوں میں جوان کہلاؤ بوڑھے ہو تو بڑھاپا جوانی میں بدلنا شروع ہو جاوے تو

پنجاب کے مشہور وید وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت جی شرما وید موجد امرت دھارا والوں کی ایجاد کردہ

کرنِ جوانی

کو استعمال کرو اور دوسرے ہزاروں اشخاص کی مانند آپ بھی فائدہ اٹھاؤ!

ہزارہا شیشیاں بک چکی ہیں سینکڑوں تعریفی خطوط موجود ہیں!

کرنِ جوانی بڑے غور و خوض کے بعد یہ ایک نئی اکسیر تیار کی ہے جو کہ جسمانی ان غدود جن کی رسوں سے جوانی قائم رہتی ہے پر بیدھا اثر کرتی ہے اور جانداروں کے غدود کھانیکی ضرورت نہیں رہتی۔ اسکے کھانے سے دل۔ دماغ۔ معدہ۔ جگر۔ گردہ۔ مثانہ۔ طحال۔ آنت اور باہ پر اچھا اثر ہونے لگتا ہے۔ دل بدن و دماغ روشن ہوتا جاتا ہے۔ دل میں خوشی و اُمنگ بڑھتی ہے۔ جگر صاف ہو کر رنگ خوبصورت و سرخ ہونے لگتا ہے۔ نزلہ۔ زکام۔ کھانسی دور ہونے لگتی ہیں۔ بھوک بڑھتی ہے۔ کھایا پیا ہضم ہوتا ہے۔ پاخانہ صاف ہوتا ہے۔ جریان رقت احتلام وغیرہ دور ہو کر باہ بڑھنے لگتی ہیں۔ سرعت دور ہو کر قدرتی امساک پیدا ہوتا ہے اور بڑھاپے میں جوانی کی امنگیں اٹھنے لگتی ہیں۔ اور جوانوں کو اصل جوانی حاصل ہوتی ہے۔ نئی جوانی حاصل کرنے یا جوانی قائم رکھنے کے لئے بے نظیر ثابت ہوئی ہے جوانی میں بال سفید ہوں تو سیاہ ہو جاتے ہیں! قیمت ۲۴ گولی ایک روپیہ (عہ) ۱۰۰ گولی چار روپے (للعہ)۔

مفصل حالات کے لئے رسالہ "امراض تحصوص مرداں" مفت طلب فرماویں۔ خط و کتابت کرنیکا پتہ:۔ امرت دھارا۔ لاہور

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی